صحابہ کرام

اور

آداب محبت

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بزم عشاق

ادارہ نجم الہدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ نیو پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد
0300-6661755

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

اما بعد

فاعوذبالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

درود و سلام

الصلوٰة والسلام علیك یاسیدی یا رسول الله

وعلیٰ الك واصحابك یا سیدی یا حبیب الله

عــاشــقــان اوز خــواں خــوب تــر

خــوش تــر و زیبــا تــر و مــحبــوب تــر

محترم قارئین کرام! اللہ قادر وکریم نے اپنے محبوب ﷺ کو جاں نثاروں کے اعتبار سے بھی برگزیدہ فرما کر بے مثل شرف بخشا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم بنی اسرائیل کو قوم عمالقہ سے جہاد کرنے کے لئے حکم فرمایا تو انہوں نے کہہ دیا کہ آپ اور آپ کا خدا لڑے ہم جابر قوم سے مقابلہ نہیں کر سکتے (سورۃ مائدہ) یعنی صریحاً انکار۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو مدد کے لئے بلایا تو وہ بھاگ گئے صرف ۱۲ حواری رہ گئے (سورۃ آل عمران آیت ۵۲ سورۃ الصف آیت ۱۴)۔ مگر جان رحمت ﷺ کے جاں نثاروں اور سرفروشوں کی محبت' عزت واحترام اور جانفروشی کے واقعات سے تاریخ کے اوراق مزین ہیں۔ مشتے ازخروارے۔

محبت وعزت اور ادب واحترام

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جب بھی رحمت دو جہاں ﷺ سے کچھ عرض کرتے تو پہلے یہ الفاظ ادا کرتے' میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان' ایسا مؤدبانہ انداز اور کسی نبی علیہ السلام کی امت میں نہیں پایا گیا۔

☆ محبوب کریم ﷺ نے بیت اللہ میں بت پرستی کی مذمت میں وعظ فرمایا تو کفار مکہ آپ ﷺ کو زدوکوب کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو بچانے کی کوشش کی تو کفار نے انہیں اتنا مارا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے۔ آپ ﷺ کے اہل خانہ انہیں بے ہوشی کی حالت میں گھر لے گئے۔ جب ہوش آیا تو پہلے راحت جاں ﷺ کا حال دریافت فرمایا اور اس وقت تک کچھ نہ کھایا پیا جب تک محبوب کریم ﷺ کو اپنی آنکھوں سے کاشانہ نبوت میں بخیریت نہ دیکھ لیا۔

☆ آغاز ہجرت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رحمت دو جہاں ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور غار ثور تک لائے کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک زخمی نہ ہوں۔

صحابہ اکرام اور آداب محبت

☆ غار ثور میں پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود داخل ہوئے مبادا کوئی زہریلی شئے آپ ﷺ کو گزند پہنچائے۔ غار ثور سے بستی قبا تک سفر کے دوران حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رحمت دو جہاں ﷺ کی ہر آن حفاظت کرتے رہے۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک منافق کی جس نے جان رحمت ﷺ کا فیصلہ قبول نہ کیا گردن اڑادی (سورۃ النور آیت ۴۷‘ ۴۸ اشر منافق کا واقعہ)۔

☆ ایک یہودی نے قرض کے لین دین کے معاملہ میں آپ ﷺ سے گستاخی کی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسے زدوکوب کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر آپ ﷺ نے روک دیا۔

☆ غزوہ بدر کے موقع پر محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ میرے چچا کو (اگر سامنے آجائیں) تو قتل نہ کیا جائے کیونکہ وہ کفار کے دباؤ پر لشکر کفار میں ہیں‘ خوش سے نہیں۔ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ استثناء سنا تو کہا جبکہ یہ کفر اور اسلام کی جنگ ہے تو یہ تفریق کیا۔ ہم تو اپنے باپ (عتبہ) چچا (شیبہ) اور بھائی (ولید) کو تو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں۔ بخدا اگر میں نے عباس رضی اللہ عنہ کو پالیا تو ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا۔ جب حاکم کائنات ﷺ کو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے ابو حفص! تم نے ابو حذیفہ کا قول سنا ہے۔ وہ عم رسول کے قتل کے درپے ہے کیا میرے چچا کا چہرہ قتل کے لائق ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے محبوب کائنات ﷺ مجھے اس منافق کی گردن مارنے کی اجازت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے منع فرمادیا۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے کاف ماموں عاص بن ہاشم کو جنگ بدر میں قتل کیا کہ وہ محبوب کبریاء ﷺ کا دشمن تھا۔

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے موقع پر اپنے آبائی دین پر تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ غزوہ بدر میں آپ میری تلوار کی زد میں آئے لیکن میں نے والد بزرگوار سمجھ کر چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹا اگر تم میری تلوار کی زد میں آتے تو میں تمہیں یقیناً قتل کردیتا کہ اس وقت تم میرے محبوب ﷺ کے دشمن تھے۔

☆ صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار مکہ کا سفیر عروہ بن مسعود محبوب دوجہاں ﷺ سے گفتگو کرتے وقت آپ ﷺ کی ریش مبارک کو ہاتھ سے عرب کے دستور کے مطابق ار بار چھوتا۔ مغیرہ بن شعبہ نے ٹوکا کہ ریش مبارک کو مت چھوؤ۔

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سفیر بن کر قریش مکہ کی طرف گئے تاکہ قریش مکہ سے صلح کی بابت گفتگو کی جائے تاکہ بیت اللہ کا طواف کرسکیں مگر حالات زیادہ خراب ہوگئے اور بالآخر صلح حدیبیہ پر ختم ہوئے۔ قریش مکہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو طواف کعبہ کی اجازت ہے مگر

☆ غار ثور میں پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود داخل ہوئے مبادا کوئی زہریلی شئے آپ ﷺ کو گزند پہنچائے۔ غار ثور سے بستی قبا تک سفر کے دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رحمت دو جہاں ﷺ کی ہر آن حفاظت کرتے رہے۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک منافق کی جس نے جان رحمت ﷺ کا فیصلہ قبول نہ کیا گردن اڑا دی (سورۃ النور آیت ۴۷'۴۸'۴۷ اشر منافق کا واقعہ)۔

☆ ایک یہودی نے قرض کے لین دین کے معاملہ میں آپ ﷺ سے گستاخی کی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسے زدوکوب کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر آپ ﷺ نے روک دیا۔

☆ غزوہ بدر کے موقع پر محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ میرے چچا کو (اگر سامنے آجائیں) تو قتل نہ کیا جائے کیونکہ وہ کفار کے دباؤ پر لشکر کفار میں ہیں' خوش سے نہیں۔ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ استثناء سنا تو کہا جبکہ یہ کفر اور اسلام کی جنگ ہے تو یہ تفریق کیا۔ ہم تو اپنے باپ (عتبہ) چچا (شیبہ) اور بھائی (ولید) کو تو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں۔ بخدا اگر میں نے عباس رضی اللہ عنہ کو پالیا تو ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا۔ جب حاکم کائنات ﷺ کو ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے ابوحفص! تم نے ابوحذیفہ کا قول سنا ہے۔ وہ عم رسول کے قتل کے درپے ہے کیا میرے چچا کا چہرہ قتل کے لائق ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے محبوب کائنات ﷺ مجھے اس منافق کی گردن مارنے کی اجازت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے منع فرمادیا۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے کاف ماموں عاص بن ہاشم کو جنگ بدر میں قتل کیا کہ وہ محبوب کبریاء ﷺ کا دشمن تھا۔

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے موقع پر اپنے آبائی دین پر تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ غزوہ بدر میں آپ میری تلوار کی زد میں آئے لیکن میں نے والد بزرگوار سمجھ کر چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹا اگر تم میری تلوار کی زد میں آتے تو میں تمہیں یقیناً قتل کر دیتا کہ اس وقت تم میرے محبوب ﷺ کے دشمن تھے۔

☆ صلح حدیبہ کے موقع پر کفار مکہ کا سفیر عروہ بن مسعود محبوب دو جہاں ﷺ سے گفتگو کرتے وقت آپ ﷺ کی ریش مبارک کو ہاتھ سے عرب کے دستور کے مطابق ار بار چھوتا۔ مغیرہ بن شعبہ نے ٹوکا کہ ریش مبارک کو مت چھوؤ۔

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سفیر بن کر قریش مکہ کی طرف گئے تاکہ قریش مکہ سے صلح کی بابت گفتگو کی جائے تاکہ بیت اللہ کا طواف کرسکیں مگر حالات زیادہ خراب ہو گئے اور بالآخر صلح حدیبہ پر ختم ہوئے۔ قریش مکہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو طواف کعبہ کی اجازت ہے مگر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جان رحمت ﷺ کے بغر طواف نہیں کروں گا۔ اتنا ادب و احترام۔

☆ غزوہ بدر میں ابوعبیدہ بن جراح نے اپنے باپ کو قتل کیا کہ وہ لشکر کفار میں تھا اور راحت جاں ﷺ کا دشمن۔ اسی طرح حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔

☆ جنگ احد کے بعد قبیلہ عضل وقارو کے چند لوگ حضور نبی کریم ﷺ سے تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے چھ اصحاب رضی اللہ عنہم کو لے گئے۔ انہوں نے بدعہدی کی۔ قبیلہ ہذیل کے ساتھ مل کر چھ اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گھیر لیا۔ چار لڑتے لڑتے شہید ہو گئے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ مثنہ اور خبیب رضی اللہ عنہ بن عدی کو انہوں نے پکڑ لیا اور قریش مکہ کے ہاتھ بیچ دیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو صفوان بن امیہ نے خریدا تا کہ اپنے باپ امیہ بن خلف کے بدلے قتل کرے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حد حرم سے باہر لے گئے تو ابوسفیان نے جواب تک حالت کفر میں تھے زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے زید! میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اس وقت ہمارے پاس بجائے تمہارے محمد (ﷺ) ہوں جن کو ہم قتل کرتے اور تم آرام سے اپنے اہل میں بیٹھو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں پسند نہیں کرتا کہ اس وقت جس مکان میں آپ ﷺ تشریف رکھتے ہیں ان کو ایک کانٹا لگنے کی تکلیف بھی ہو اور میں اپنے اہل میں آرام سے بیٹھا رہوں۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو بھی ان کافروں نے قتل کرتے وقت ایسے سوال کئے اور انہوں نے محبت بھرے الفاظ میں اشعار کہے جبکہ وہ سولی پر لٹک رہے تھے۔ رحمت دوجہاں ﷺ نے اشعار سنے اور جواب دیا جبکہ رحمت دوجہاں ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے جواب سے ابوسفیان اتنا متاثر ہوا تو کہا میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ دوسروں سے ایسی محبت رکھتا ہو جیسا کہ محمد (ﷺ) کے اصحاب محمد (ﷺ) سے رکھتے ہیں۔

☆ اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کھانے میں وہی اشیاء پسند کرتے جو رحمت دوجہاں ﷺ کو مرغوب تھیں۔

☆ دشمنوں سے بغرض حفاظت حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ (اوسی سردار مدینہ) نے کھجور کی شاخوں اور پتوں سے ایک خیمہ ٹیلہ پر تیار کروایا تا کہ آپ ﷺ اس میں سے حالات جنگ کا جائزہ لیتے رہیں۔ عریش کے اندر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ شمشیر برہنہ لئے پہرہ دار تھے اور دروازہ پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ محسن کائنات ﷺ سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ عریش کے پاس آپ ﷺ کے لئے سواری موجود ہے ہم جنگ میں مصروف ہوں گے۔ رب قدوس نے ہمیں فتح دی تو مقصد پورا ہو گیا۔ بصورت دیگر آپ ﷺ کے ایسے ہی جان نثار ہیں جیسے ہم حضرت سعد تلوار آڑے لگائے باہر پہرہ دیتے رہے اور جو کافر ادھر آیا مار بھگایا۔

☆ دوران سفر راحت جاں ﷺ کو صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کام کاج نہ کرنے دیتے۔ اگر سواری کے جانور کم ہوتے اور باری باری سوار ہونا ہوتا تو بھی آپ ﷺ کے جاں نثار آپ ﷺ کو پیدال نہ چلنے دیتے کہ آپ ﷺ تھک جائیں گے۔ آپ ﷺ فرماتے کہ کیا میں ثواب کا حقدار نہ بنوں۔ میں تم سے کم طاقتور نہیں ہوں۔ تاہم جاں نثار آپ ﷺ کی سہولت اور آرام کا خیال کرتے۔ جنگ احزاب کے دوران متواتر جاگنے اور مشقت (خندق کی کھدائی میں بنفس نفیس شرکت) سے آپ ﷺ تھک کر چور ہو گئے تو تھوڑی دیر کے لئے خیمہ کے اندر لیٹے تو نیند آ گئی۔ حضرت شیخین رضی اللہ عنہم (سیدنا ابوبکر صدیق، عمر فاروق) خیمہ کے باہر کھڑے رہے تاکہ لوگوں کو آپ ﷺ سے دور رکھیں مبادا آپ ﷺ کے آرام میں خلل آئے۔

☆ غزوہ احد میں ایک عورت کلثوم بنت رافع کا شوہر بھائی باپ شہید ہو گئے۔ اسے خبر دی گئی اس نے کہا کہ مجھے محبوب کریم ﷺ کی خبر دو۔ لوگوں نے کہا کہ وہ بفضل خدا سلامت ہیں۔ جب اس نے راحت جاں ﷺ کو دیکھ لیا تو بے اختیار کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ موجود ہیں تو ہر مصیبت برداشت ہو سکتی ہے۔

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

☆ حضرت حنظلہ ابن ابو عامر کی شب عروسی تھی۔ غسل کی حاجت تھی۔ ابھی نصف سر دھویا تھا کہ غزوۂ احد کے موقعہ پر جہاد کی آواز سن لی۔ اسی حالت میں حضور ﷺ کی محبت میں شریک جہاد ہوئے اور شہید ہو گئے۔ چنانچہ ان کے جسم مبارک کو فرشتوں نے غسل دیا۔ آپ ﷺ نے حنظلہ کو غسل الملائکہ کا معزز لقب عطا فرمایا۔

☆ دشمنان اسلام کفار مکہ اور دیگر قبائل کو مدینہ منورہ کا محاصرہ کئے ہوئے ایک ماہ کے قریب ہو گیا۔ مسلمانوں کے لئے رسد کا انتظام ختم ہوتا نظر آیا نیز بنو قریظہ یہود کی بدعہدی سے مسلمان اندرون شہر بدامنی سے خائف تھے۔ نعیم بن مسعود جس کے مسلمان ہونے کی خبر نہ تو بنو غطفان کو تھی اور نہ ہی بنو قریظہ کو وہ از خود راحت جاں ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں ایک خاص تدبیر سے بنو قریظہ اور غطفان میں پھوٹ ڈال کر مسلمانوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ سے اجازت طلب کرنے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ چنانچہ اس کی تدبیر سے بنو غطفان اور بنو قریظہ میں پھوٹ پڑ گئی۔ بنابریں قریش مکہ محاصرہ اٹھانے پر مجبور ہوئے اور ناکام واپس چلے گئے۔

جرأت، شجاعت اور جانفروشی

اس کشاکش پیہم سے زندہ ہیں اقوام

یہی ہے رازِ ب و تابِ ملتِ عربی

☆ نبوت کے چوتھے سال جب جان دو عالم ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر اپنے خاندان والوں کو بلایا' وہ جمع ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اے بنو ہاشم! اے بنو مطلب! میں تمہارے سامنے دنیا کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں۔ تم میں سے کون میرا معاون و مددگار بنتا ہے۔ تو اس مجمع میں سے صرف ایک آواز آئی۔ گو میں عمر میں چھوٹا ہوں اور میری ٹانگیں کمزور ہیں تاہم میں آپ ﷺ کا معاون و مددگار اور قوت بازو بنوں گا۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی آواز تھی۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے یہ سوال دو مرتبہ دہرایا مگر دونوں مرتبہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی آواز ابھری۔ حضور ﷺ نے اس جرأت پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز بخشا ''تم میرے وارث ہو اور میرے بھائی ہو'' یہ جرأت مندانہ الفاظ محض الفاظ نہ تھے بلکہ عمل اس سے بڑھ کر تھا۔

☆ مکی زندگی میں صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے سخت اذیتیں اٹھائیں' گھر بار چھوڑ کر ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی مگر جان رحمت ﷺ کی غلامی کی زنجیر میں بندھے رہے حتیٰ کہ ہجرت بسوئے یثرب کا حکم ہوا۔

ز جام حب تو مستم بزنجیر تو دل بستم

☆ شب ہجرت حضرت علی کرم اللہ وجہہ محبوب دو جہاں ﷺ کے کاشانہ نبوت کے اندر آپ ﷺ کے بستر پر لیٹے رہے جبکہ دشمن کے ۱۲ جوانمرد تیغ زن کاشانہ اقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ جونہی راحت جاں ﷺ صبح باہر تشریف لائیں ان کا چراغ زندگی گل کر دیا جائے (معاذ اللہ)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مکمل اطمینان سے سوتے رہے۔ صبح بیدار ہوئے باہر آئے تو محاصرین بہت سٹ پٹائے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قریش مکہ کے اسفسار کے باوجود محبوب کریم ﷺ کے متعلق کچھ نہ بتایا تو انہوں نے غصہ و ندامت کے باعث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مارا پیٹا اور حبس بیجا میں رکھا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ ثابت قدم رہے اور راز ہجرت مخفی رکھا۔

☆ غزواۃ میں مشرکین مکہ کی تعداد لشکر اسلام سے تین گنا سے زیادہ ہوتی۔ غزوہ احزاب میں تو بہت زیادہ تھی پھر سامان حرب بھی ناکافی ہوتا۔ غزوہ بدر میں مجاہدین اسلام کے پاس صرف ۴ زرہیں ۸ تلواریں اور ۶ گھوڑے تھے جبکہ دشمن ہر قسم کے سامان حرب سے آراستہ پیراستہ مگر جاں نثار تھے کہ انہیں اسلام کی سربلندی مقصود تھی اور جان کائنات ﷺ کی حفاظت فرمائی۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی
کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ' حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن وقاص' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ' معوذ رضی اللہ عنہ کمسن مجاہدین پسران عفرا' حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ' حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص نے خوب داد شجاعت دی۔

☆ غزوہ احد کے پہلے مرحلہ میں دشمن بھاگ گئے مگر تیر اندوزوں کی غلطی سے لڑائی کا پانسہ بدل گیا۔ خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل نے پلٹ کر عقب سے حملہ کر دیا۔ مسلمان سراسیمہ ہو گئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ محبوب کریم ﷺ کی جان کے کفار دشمن تھے اور انہیں شہید کرنے کے لئے پے در پے آپ ﷺ پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ دشمن کے اچانک حملہ سے مسلمانوں میں سخت ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ ۱۲ ایا کچھ اوپر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گروہ آپ ﷺ کی حفاظت کر رہا تھا۔ اپنی جان کی پروانہ کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو دشمن کے حملوں سے بچا رہے تھے۔ باقی جاں نثار آپ ﷺ کو گھیرے میں لئے ہوئے تھے۔ پھر بھی کفار میں سے عتبہ بن ابی وقاص عبداللہ بن شہاب اور عمر بن قمیہ بدبختوں نے پتھراؤ سے حضور ﷺ کی پیشانی مبارک' چہرہ اقدس زخمی اور دانت مبارک شہید کر دیا جان نثاروں میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص تیر برساتے رہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کثرت سے تیر اپنے ہاتھ پر روکے کہ ہاتھ شل ہو گیا۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی پشت پر اتنے تیر لگے کہ ان کی پشت تیروں کی تعداد سے خار پشت دکھائی دے رہی تھی۔ راحت جاں ﷺ کی حفاظت میں حضرت قتادہ اپنے چہرہ پر تیر کھاتے مگر پیچھے نہ ہٹتے۔ ایک تیر آنکھ میں لگا کہ ڈیلا باہر آ گیا۔ مالک کائنات ﷺ کے اپنے لعاب دہن مبارک سے اسے اپنی جگہ پر درست لگا دیا۔ آنکھ پہلے سے زیادہ روشن ہو گئی۔

☆ غزوہ احد میں کفار میدان احد چھوڑ کر مکہ جاتے ہوئے مقام روحا پہنچے تو خیال آیا کہ وہ میدان مار کر بازی ہار بیٹھے کہ مسلمانوں کا خاتمہ نہ کیا۔ پلٹ کر حملہ کرنا چاہئے۔ ادھر نبی کریم ﷺ نے نور نبوت سے خطرہ محسوس کیا کہ کہیں ابوسفیان کا لشکر مدینہ منورہ پر پلٹ کر حملہ نہ کر دے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ ندا کرو کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو امر بطلب اعداء کرتے ہیں مگر صرف وہی لوگ شریک ہوں جو غزوہ احد میں شریک تھے۔ چنانچہ اس لشکر میں ۴۰ زخم خوردہ صحابہ کرام بڑے جوش و خروش کے ساتھ پٹیاں باندھے (بعض کندھوں پر سوار) دشمن کے تعاقب کے لئے شمع رسالت کے ہمراہ تھے۔ اس جرأت اور جاں نثاری کی خبر پا کر دشمن کو پلٹ کر حملہ کی ہمت نہ ہوئی اور مکہ واپس چلے گئے۔

☆ جنگ احزاب میں مسلمان تین ہزار کفار بارہ ہزار سے زائد تھے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فارسی کے مشورہ پر آقائے نامدار مدنی تاجدار نے خندق کھودنے کا حکم فرمایا۔ ساڑھے تین میل لمبی پانچ گز گہری پانچ گز چوڑی چھ دن میں تیار ہوئی۔ جاڑے کا موسم' رسد کی کمی' مجاہدین نے پیٹ پر پتھر

باندھے ہوئے تھے کہ بھوک نہ ستائے کام میں مستعد رہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کے فاقے کا علم ہوا تو ایک بچہ بکری کے گوشت اور تین سیر آٹے سے چند اصحاب رضی اللہ عنہم اور حضور ﷺ کی دعوت کا انتظام کیا۔ آپ ﷺ نے تمام مجاہدین کو بلا لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی برکت سے اتنا قلیل طعام کثیر التعداد آدمیوں کے کھانے کے بعد بھی بچ رہا۔ اللہ اکبر۔ بنو قریظہ یہود قبیلہ کی بدعہدی اور منافقین کے باعث حالات بہت خراب تھے مگر مسلمان راحت جاں ﷺ کی معیت میں باہمت رہے اور تمام خطرات و مصائب کا مقابلہ کھلے دل سے کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عبدا کافر پہلوان (جو ایک ہزار نوجوانوں پر غالب سمجھا جاتا تھا) کو اپنی تلوار ذوالفقار کے پہلے ہی وار میں ڈھیر کر دیا۔ اس کے دو تین ساتھی جو خندق پار کر آئے تھے اپنے نامور پہلوان کا یہ انجام دیکھ کر بھاگ نکلے۔ مدینہ منورہ کا محاصرہ کئے ہوئے دشمنان اسلام کو ایک مہینہ ہو گیا تو کامیابی کی تمام امیدیں ختم ہو گئیں۔ ایک رات بادصرصر کا ایسا طوفان آیا کہ خیمے الٹ گئے چنانچہ تمام قبائل اپنے اپنے گھروں کو ناکام واپس لوٹ گئے۔ جان رحمت ﷺ نے اپنے جاں نثاروں کو خوش خبری سنائی یعنی کہ اب ہم ان (قریش) پر چڑھائی کریں گے وہ ہم پر چڑھائی نہ کریں گے۔ یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ (بادصرصر سورۃ احزاب آیت ۹)۔ مسلمانوں کی جرأت جذبہ ایمانی اور شجاعت سے کفار کے ولولے ختم ہو گئے۔

☆ غزوہ خیبر میں لشکر اسلام کی تعداد ایک ہزار چھ سو تھی جبکہ یہود خیبر کی تعداد مع امدادی افراد کے کم از کم بیس ہزار تھی۔ آپ ﷺ وادی رجیع میں اترے یہ مقام اسلام کیمپ مقرر ہوا۔ قلعہ قموص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح نہ ہوا۔ ایک روز آپ ﷺ نے فرمایا کہ کل میں اس شخص کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا اور جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول بھی اس کو دوست رکھتے ہیں۔ صبح آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا ان کی آنکھوں میں آشوب تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن مبارک ان کی آنکھوں میں ڈالا اور دعا کی فوراً آرام آ گیا اور علم انہیں عطا فرمایا۔ دشمن کی طرف سے پہلے مرحب کا بھائی حارثہ آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا۔ پھر مرحب آیا۔ اسے بھی حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے جہنم رسید کیا۔ مرحب کے بعد یاسر نکلا اسے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ چنانچہ قلعہ قموص فتح ہو گیا۔ اس محکم قلعہ کے بعد باقی قلعے جلد فتح کر لئے گئے۔ خیبر فتح ہو گیا اور معرکہ میں ۹۳ یہودی قتل ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں سے ۱۵ صحابہ رضی اللہ عنہم نے شہادت پائی۔

☆ غزوہ موتہ میں مسلمان تین ہزار دشمن دو لاکھ تھے۔ لشکر اسلام نے بے جگری سے مقابلہ کیا۔ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ، جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی

شہادت کے بعد علم حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے ہاتھ میں لیا۔ لڑتے لڑتے ان کی نو تلواریں ٹوٹ گئیں۔ محبوب کریم ﷺ مدینہ منورہ میں غزوہ موتہ کے حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور بیان فرما رہے تھے۔ بالآخر لشکر کفار بھاگ نکلا۔ محبوب کریم ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی شجاعت پر انہیں سیف اللہ کا معزز لقب عطا فرمایا (آپ ﷺ کا علم غیب)۔

☆ جنگ تبوک کے موقعہ پر قحط سالی تھی۔ جان رحمت ﷺ نے ہرقل کے زبردست لشکر کے مقابلہ کے لئے جاں نثار اصحاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ خدا کی راہ میں جس قدر کسی سے ممکن ہو زر امداد پیش کرے۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ غلہ سے لدے ہوئے اور ہزار دینار پیش کئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر کا نصف اثاثہ لائے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھر کا تمام کا تمام اثاثہ لے آئے۔ جب ان سے محبوب کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ گھر میں باقی کیا رکھا ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کے سوا کچھ نہیں۔ آپ ﷺ خوش ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایثار پر رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا آج کے بعد عثمان جو چاہے کریں ان پر جنت واجب ہوگئی۔

پروانے کو چراغ، بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے اللہ کا رسول بس

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی ساری پونجی پانچ ہزار درہم مکہ سے ہجرت کے وقت ساتھ لے آئے۔ اہل خانہ کے لئے کچھ نہ چھوڑا۔ یہ پونجی مدینہ منورہ میں مسجد کی تعمیر اور دیگر مواقع پر خرچ کر دی۔

☆ غزوہ بدر کے موقعہ پر جب جان نثاران اسلام ذفران کے مقام پر پہنچے تو حضور پرنور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو عمیر (قافلہ تجارت) یا عیر (گروہ قریش)۔ قافلہ تجارت تو بچ کر مکہ جا چکا تھا اب لشکر قریش مقابلہ کے لئے سامنے تھا۔ مسلمانوں نے عرض کیا کہ ''عیر''۔ حضور ﷺ یہ جواب سن کر ناخوش ہوئے۔ اب جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو محبوب کریم ﷺ کی مرضی کا احساس ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ولولہ انگیز تقاریر کہیں اور لشکر کفار سے جنگ پر کاروائی کا اظہار کیا کہ ہماری جانیں حاضر ہیں۔ پھر حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم قوم موسی علیہ السلام کی طرح نہیں کہیں گے کہ تم اور تمہارا خدا جا کر لڑے۔ ہم راحت جاں ﷺ کے آگے پیچھے دائیں بائیں جاں نثاری کے جوہر دکھائیں گے۔ ہم آپ ﷺ کا ہر جگہ ساتھ دیں گے۔ سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ سردار اوس نے عرض یا یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ پر ایمان لا چکے۔ آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ آپ ﷺ کی سچی تعلیم کی گواہی دی۔ ہم آپ ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا وعدہ کر چکے ہیں۔ آپ ﷺ جس طرف کا ارادہ فرمائیں ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ اگر سمندر میں

بھی آپ ﷺ کے ساتھ داخل ہونا پڑے تو ہم داخل ہو جائیں گے۔

قریش مکہ تو کیا چیز ہیں دیوؤں سے بھی لڑ جائیں
سنان نیزہ بن کر سینہ باطل میں گڑ جائیں

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کی تقریر سے آپ ﷺ بہت خوش ہوئے۔ فرمایا اللہ کی برکت سے چلو۔ بشارت ہو کہ یقیناً تمہیں فتح ہوگی۔ اللہ کی قسم! میں اس وقت قریش کی موت کی جگہوں کو دیکھ رہا ہوں۔ ایسا جذبہ جاں نثاری کہ سبحان اللہ۔

ادب واحترام

☆ سو اونٹ کے انعام کے لالچ میں بریدہ بن الحصیب اسلمی آپ ﷺ کے تعاقب میں نکلا اس کے ساتھ ۷۰ سوار تھے۔ جب رحمت کائنات ﷺ موضع غمیم (جو رافع اور جحفہ کے درمیان ہے) پہنچے تو بریدہ آپ ﷺ تک جا پہنچا۔ آپ ﷺ کا رخ انور دیکھ کر اور شیریں گفتگو سے ایسا متاثر ہوا کہ خود اور اس کے ہمراہی بھی مسلمان ہو گئے۔

عدد شود حبیب گر خدا خواہد
''خدا چاہے تو دشمن دوست بن جاتا ہے''۔

بریدہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! قبا میں آپ ﷺ کا داخلہ جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہئے۔ اس نے عمامہ سر سے اتارا نیزہ پر باندھ لیا اور آپ ﷺ کے آگے آگے روانہ ہوا۔ آپ ﷺ نے اسے اپنی قوم میں واپس جانے کے لئے فرمایا کہ پھر کسی وقت یثرب آ جانا۔

☆ ام ابان بنت وازع بن زارع اپنے دادا زارع سے جو وفد قیس میں تھے۔ روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا کہ جب ہم مدینہ منورہ میں پہنچے تو ہم اپنے کجاوؤں سے جلدی جلدی اتر کر رحمت دو جہاں ﷺ کے دست مبارک اور پائے مبارک کو چومنے لگے۔ منذر الشیخ (رئیس وفد) کچھ دیر کے بعد لباس تبدیل کر کے محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے (منذر الشیخ) کو فرمایا تم میں دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ حلم و وقار۔ منذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ خصلتیں مجھ میں کسبی ہیں یا جبلی۔ حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا جبلی ہیں۔ یہ سب کر منذر نے کہا سب ستائش اللہ تعالیٰ کو ہے جس نے ایسی دو خصلتوں پر پیدا کیا جن کو اللہ تعالیٰ اور اللہ کا رسول ﷺ دوست رکھتے ہیں۔ روایت بیہقی میں ہے کہ منذر رضی اللہ عنہ نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر محسن کائنات ﷺ کے دست مبارک کو پکڑ بوسہ دیا۔ (الشیخ منذر نے جان رحمت ﷺ کے ادب واحترام میں غسل کیا اور لباس تبدیل کیا)۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ انصاری کے والد بزرگوار بہت سا قرض چھوڑ گئے تھے۔ جب کھجوروں کے توڑنے کا وقت آیا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رحمت دو جہاں ﷺ کی خدمت میں

یوں عرض کیا۔ یارسول اللہ (ﷺ) آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ میرے والد جنگ احد کے دن شہید ہو گئے اور اپنے اوپر بہت سا قرض چھوڑ گئے۔ میں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپ ﷺ کی زیارت کر لیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یوں نہ کہا کہ آپ قرض خواہوں کے پاس چلئے بلکہ پاس ادب عرض کیا کہ قرض خواہ آپ ﷺ کی زیارت کریں۔ بخاری باب قضاء۔

جب رحمت کائنات ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے نیچے کے حصے میں قیام فرمایا کہ نیچے کے حصے میں میرے لئے آسانی ہے لیکن حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں اس چھت پر نہیں چڑھتا جس کے نیچے آپ ﷺ ہوں پس محبوب کریم ﷺ مکان کے اوپر والے حصہ میں تشریف لے گئے اور ابوایوب رضی اللہ عنہ نچلے حصے میں آ گئے۔ یہ مکان تبع حمیری بادشاہ نے سرکار مدینہ ہی کے لئے وقف کیا تھا۔

☆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے لئے کھانا بھیجا کرتے جو بچ کر آتا تو خادم سے دریافت کرتے کہ کھانا کھاتے وقت جان رحمت ﷺ کی انگلیاں کس جگہ تھیں۔ پھر اس جگہ سے کھاتے۔ ایک دن کھانا تیار کیا گیا جس میں لہسن تھا۔ جب کھانا واپس آیا تو آپ ﷺ نے خادم سے دریافت کیا کہ محبوب کریم ﷺ نے کس جگہ سے کھایا ہے اور انگشت ہائے مبارک کی جگہ دریافت کی۔ خادم نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے کھایا ہی نہیں۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ یہ سن کر ڈر گئے اور اوپر جا کر عرض کیا کہ کیا یہ لہسن حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حرام تو نہیں لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا۔ یہ سن کر انہوں نے عرض کیا کہ میں بھی اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں۔ جسے آپ ﷺ ناپسند فرماتے ہیں (حضور ﷺ کی کراہت کی وجہ یہ کہ آپ ﷺ کے پاس فرشتے اور وحی آیا کرتی تھی)۔ رحمت دو جہاں ﷺ کی تعظیم وتوقیر جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی حیات دنیوی میں واجب تھی اسی طرح وفات شریف ظاہری کے بعد بھی واجب ہے۔ صالحین کا یہی طریقہ رہا ہے۔ ذیل میں چند مثالیں بغرض توضیح درج کی جاتی ہیں۔

☆ حضرت اسحاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ راحت جاں ﷺ کے وصال شریف کے بعد آپ ﷺ کا ذکر مبارک آتا تو صحابہ کرام خشوع وانکساری ظاہر کیا کرتے ان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور وہ حضور ﷺ کے فراق اور اشتیاق زیارت میں رویا کرتے یہی حال بہت سے تابعین کا تھا (شفا شریف)۔

☆ حضرت سائب بن یزید کا بیان ہے کہ میں مسجد نبوی میں تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان دو شخصوں کو بلاؤ میں بلا لایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم کون لوگ ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم اس شہر (مدینہ منورہ) کے ہوتے تو میں تمہیں تیس درے لگاتا کہ تم رحمت

دو جہاں ﷺ کی مسجد میں آوازیں بلند کرتے ہو (صحیح بخاری باب رفع صوت فی المسجد)۔

☆ حضرت رافع روایت کرتے ہیں کہ عشاء کے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف میں تھے کہ ناگاہ ایک شخص کے ہنسنے کی آواز آئی۔ آپ ﷺ نے اسے بلا کر پوچھا کہ تم کون ہو۔ اس نے کہا کہ قبیلہ ثقیف سے اور طائف کا رہنے والا ہوں۔ آپ ﷺ نے اسے دھمکایا اور فرمایا کہ اگر تم اس شہر مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ مسجد نبوی شریف میں اس طرح آوازیں بلند نہیں کی جاتیں (وفا الوفاء جز ثانی)۔

☆ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تمام عمر مدینہ منورہ میں بسر کی۔ بپاس ادب کبھی مدینہ شریف کے حرم کی حد میں بول براز نہ کیا (شفاء شریف)۔

☆ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے دروازے پر کئی ایسے خراسانی گھوڑے اور مصری خچر دیکھے کہ ان سے بہتر کہیں نہ دیکھے۔ میں نے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ کیسے اچھے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب میری طرف سے آپ کے لئے ہدیہ ہیں۔ میں نے کہا اپنی سواری کے لئے ان میں سے چند ایک رکھ لیں۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس زمین کو جس میں محبوب کریم ﷺ ہیں اپنے گھوڑے کے سموں سے پامال کردوں (وفا الوفاء جز ثانی صفحہ ۴۵۰)۔

جنگ احد میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے ان کو کھجور کی شاخ عطا فرمائی جو ان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔ اس تلوار کو عرجون کہتے تھے۔ یہ بطور تبرک ان کے خاندان میں رہی۔ یہاں تک کہ یہ تلوار بغداد میں دو سو دینار میں فروخت ہوئی خریدار بغا ترکی تھا جو معتصم اللہ ابراہیم بن ہارون رشید کے امیروں میں سے تھا۔

☆ مسجد نبوی میں رحمت دو جہاں ﷺ کے منبر مبارک کے تین درجے تھے۔ حضور ﷺ سب سے اوپر کے درجہ پر بیٹھتے اور درمیانی درجہ پر اپنے قدم مبارک رکھتے۔ راحت جاں ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پاس ادب درمیانی درجہ پر کھڑے ہوتے۔ جب بیٹھتے تو پاؤں سب سے نیچے کے درجہ پر رکھتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں سب سے نیچے کے درجہ پر کھڑے ہوتے جب بیٹھتے تو پاؤں زمین پر رکھتے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے پہلے چھ سال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرح کرتے رہے۔ پھر رحمت دو جہاں ﷺ کے جلوس کی جگہ پر چڑھے۔ وفاء الوفا میں ہے کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت آیا تو انہوں نے منبر شریف کے درجے زیادہ کردیئے وہ اوپر کے تین درجوں کو چھوڑ کر زیادت کے پہلے درجہ پر کھڑے ہوتے تھے۔

☆ روایت ہے کہ محبوب کریم ﷺ کے متروکات میں سے بعض چیزیں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس

تھیں۔ جو ایک کمرہ میں محفوظ تھیں۔ عمر بن عبدالعزیز ہر روز ایک بار ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اشراف میں سے اگر کوئی ان سے ملنے آتا تو اس کو بھی ان متبرکات کی زیارت کرایا کرتے تھے۔ اس کمرہ میں ایک چارپائی' چمڑے کا تکیہ جس میں خرما کی چھال بھری ہوئی تھی' ایک جوڑہ دموزہ' قطیفہ (لحاف) چکی اور ایک ترکش تھی' جس میں چند تیر تھے لحاف میں جان کائنات ﷺ کے سر مبارک کے میل مبارک کا اثر تھا۔ ایک شخص کو ایسی بیماری لاحق ہوئی کہ شفاء نہ ہوتی تھی۔ ابن عبدالعزیز کی اجازت سے اس میل مبارک میں سے کچھ دھو کر بیمار کی ناک میں ٹپکا دیا گیا۔ بیمار اچھا بھلا ہو گیا (مدارج النبوہ جز ثانی صد ۶۰۸)۔

☆ ایک شخص نے کہا کہ مدینہ منورہ کی مٹی خراب ہے۔ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا کہ اسے تیس درے مارے جائیں اور قید کیا جائے اور فرمایا کہ ایسا شخص تو اس لائق ہے کہ اس کی گردن ماری جائے۔ وہ زمین جس میں رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے ہیں اس کی نسبت وہ گمان کرتا ہے کہ وہ خراب ہے (شفاء شریف)۔

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ایک عصا تھا۔ جہجاہ غفاری نے یوم دار سے پہلے ہی ان کے ہاتھ سے چھین لیا اور اپنے گھٹنے پر اسے توڑنا چاہا۔ (یا توڑ دیا) اس حرکت (نازیبا) پر حاضرین چلا اٹھے۔ ان کے گھٹنے میں مرض اکلا پیدا ہو گیا۔ انہوں نے بدیں خیال کہ مبادا مرض بدن میں سرایت کر جائے گھٹنے کو کاٹ دیا مگر ایک سال تمام نہ ہونے پایا تھا کہ جہجاہ غفاری نے وفات پائی۔

☆ شیخ الاسلام نور الدین علی بن احمد سمہودی لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں منکرات سے ایک امر جس میں منتظمان صیغہ تعمیر شامل کرتے ہیں یہ ہے کہ مسجد نبوی میں آرہ کش بڑھئی اور سنگتراش کام کرنے کے لئے لائے جاتے ہیں۔ اشیاء تعمیر کے توڑنے پھوڑنے اور چیرنے وغیرہ سے سخت شور و شغب پیدا ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ سب کام مسجد نبوی شریف سے باہر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح عمارت کا مصالحہ خچروں اور گدھوں پر مسجد میں لایا جاتا ہے۔ حالانکہ ان اشیاء کو آدمی مسجد کے دروازہ میں سے اندر لا سکتے ہیں جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ام المسلمین اگر مسجد نبوی شریف کے گرد کسی مکان میں میخ ٹھوکنے کی آواز سنتیں تو کہلا بھیجتیں کہ جان رحمت ﷺ کو اذیت مت دو۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے دونوں کواڑ حنا مناصع (مدینہ منورہ سے باہر ایک جگہ کا نام ہے جہاں عورتیں زمانہ جاہلیت میں رات کے وقت بول و براز کے لئے جایا کرتی تھیں) میں تیار کروائے مبادا تیاری میں لکڑی کی آواز سے محبوب کریم ﷺ کو اذیت پہنچے (وفا الوفاء)۔

☆ خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد شریف میں امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے مناظرہ کیا۔ اثنائے مناظرہ آواز کی۔ حضرت امام نے فرمایا اے امیر المومنین اس مسجد میں اپنی آواز کو بلند مت کرو اور سورۃ الحجرات کی آیات کی طرف توجہ دلائی فرمایا کہ راحت جاں ﷺ کا ادب و احترام

وفات شریف کے بعد بھی ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ حالت حیات میں تھا۔ یہ سن کر ابو جعفر دھیما پڑ گیا۔ کہنے لگا اے عبداللہ (امام مالک رحمتہ اللہ علیہ) کیا میں قبلہ رو ہو کر دعا مانگوں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف منہ کروں؟ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنا منہ کیوں پھیرتے ہو۔ حالانکہ رحمت کائنات ﷺ قیامت کے دن تمہارے وسیلہ اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کے وسیلہ ہیں بلکہ تم محبوب کریم ﷺ ہی کی طرف منہ کرو اور آپ ﷺ ہی کے وسیلہ سے دعا مانگو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا (النساء آیت ۶۴)۔

☆ امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ نے قصیدہ ہمزیہ میں کیا خوب فرمایا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کے طواف سے انکار کر دیا اس لئے کہ بیت اللہ کی کوئی طرف محبوب کریم ﷺ کے قریب نہ تھی۔ پس ان کو جان رحمت ﷺ کے ید بیضا (ہاتھ مبارک) نے بیعت رضوان میں اس نیک عمل کا بدلہ دیا۔ یہ (تنہا طواف نہ کرنا) عثمان غنی رحمتہ اللہ علیہ میں ایک بڑا ادب تھا جس کے سبب ان کو طواف سے دگنا ثواب ملا۔ اصحاب محمد ﷺ کیا خوب ادیب تھے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے رحمت دو جہاں ﷺ کو کھانے کی دعوت دی۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ گیا۔ اس نے جو کی روٹی اور شوربا محسن کائنات ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ شوربا میں کدو اور خشک کیا ہوا نمکین گوشت تھا۔ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ پیالے میں اطراف سے کدو شریف کی قاشیں تلاش کرتے تھے۔ اس لئے میں اس دن کے بعد سے کدو ہمیشہ پسند کرتا رہا (مشکوۃ) امام یوسف رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے اس روایت کا ذکر آیا کہ آپ ﷺ کدو شریف پسند فرماتے تھے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ محبوب کریم ﷺ کی پسند سن کر پھر اپنی پسند کا ذکر کرنے پر امام یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے تلوار کھینچ لی اور فرمایا تجدید ایمان کرو ورنہ میں تجھے ضرور قتل کروں گا (مرقاۃ جز ثانی ص ۷۷)

ادب گاهیست زیر آسمان از عرش نازك تر
نفس گم کرده می آید جنید و بایزید اینجا

☆ ایک روز حضرت حسن بن علی، عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا (خادمہ محبوب ﷺ) کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے لئے وہ کھانا تیار کرو جسے جان رحمت ﷺ پسند فرمایا کرتے اور خوش ہو کر کھایا کرتے تھے۔ اس نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا بیٹا! آج تم اسے پسند نہ کرو گے۔ حضرت امام نے فرمایا کہ تم ہمارے واسطے وہی تیار کرو۔ پس حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا نے کچھ جو کا آٹا ایک ہنڈیا میں چڑھا دیا اوپر سے روغن زیتون، کالی مرچ اور زیرہ ڈال دیا۔ کھانا پک گیا تو ان حضرات کے آگ رکھ کر کہا کہ محبوب کریم ﷺ اس کھانے کو پسند فرمایا کرتے تھے اور خوش ہو کر کھایا کرتے تھے (شمائل ترمذی)۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رحمت دو جہاں ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ بیشک میرے نزدیک میری جان' میری اولاد سے زیادہ پیارے ہیں۔ جب میں گھر میں ہوتا ہوں اور آپ ﷺ یاد آجائیں تو جب تک آپ ﷺ کو دیکھ نہ لوں صبر نہیں آتا۔ جب میں موت کو یاد کرتا ہوں آپ ﷺ تو یقیناً انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ بلند مرتبہ میں اٹھائے جائیں گے اور میں جب جنت میں داخل ہوں گا تو (ادنیٰ درجہ میں ہونے کے سبب سے) مجھے ڈر ہے کہ آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ یہ سن کر رحمت کائنات ﷺ نے اسے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ جبرائیل امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے"اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی پیغمبروں' صدیقوں' شہیدوں اور نیکوں کے ساتھ اور یہ اچھے رفیق ہیں"(سورۃ النساء آیت ۶۹)۔

☆ حضرت ابوالفضل جوہری اندلسی رحمتہ اللہ علیہ نے زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا قصد کیا۔ جب مدینہ منورہ کے مکانات کے قریب پہنچے تو سواری سے اتر پڑے اور پیدل چلنے لگے کہ زیارت سواری کی حالت میں بعید از ادب ہے اور چند اشعار پڑے (شفاء شریف)۔

☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رحمت دو جہاں ﷺ کے ساتھ شریک طعام ہوتے تو ہم طعام میں ہاتھ نہ ڈالتے یہاں تک کہ راحت جاں ﷺ شروع فرماتے اور اپنا دست مبارک طعام میں ڈالتے (صحیح مسلم)۔

علامات حب صادق

جو شخص کہے کہ اسے محسن کائنات ﷺ سے دلی محبت ہے اس میں ان علامات کا ہونا از حد ضروری ہے:۔

☆ آپ ﷺ کے اقوال و افعال و آثار کا اقتداء' آپ ﷺ کی سنت پر عمل' آپ ﷺ کے اوامر کا امتثال اور آپ ﷺ کی نواہی سے اجتناب اور آپ ﷺ کے آداب سے آراستہ ہونا۔

☆ محبوب کریم ﷺ کا ذکر کثرت سے کرنا مثلاً درود شریف کثرت سے پڑھنا۔ حدیث شریف پڑھنا' مولود شریف پڑھنا یا مجالس میلاد میں شامل ہونا۔

☆ جان رحمت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے کا نہایت اشتیاق رکھنا جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ و ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو تھا۔

☆ جان رحمت ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنا۔ جن سے حضور ﷺ رکھتے تھے (اہل بیت عظام صحابہ کرام مہاجرین و انصار) ان سے محبت رکھنا اور جو ان بزرگوں سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھنا اور جو ان کو سب و شتم کرے اس کو برا جاننا۔

☆ جو لوگ محبوب کریم ﷺ سے بغض و دشمنی رکھیں ان کو اپنا دشمن سمجھنا۔ مخالف شریعت سے نفرت کرنا چنانچہ صحابہ کرام نے اپنے کافر رشتہ داروں کو غزوہ بدر میں قتل کیا۔

☆ قرآن کریم سے محبت رکھنا' نشانی یہ ہے کہ قرآن مجید کی ہمیشہ تلاوت کرے' معانی سمجھے' اس کے احکام پر عمل کرے۔

☆ محسن کائنات ﷺ کی امت پر شفقت رکھنا اور اس کی خیر خواہی کرنا جیسا کہ راحت جاں ﷺ خود کیا کرتے تھے۔

☆ دنیا میں رغبت نہ کرنا اور فقر کو غنا پر ترجیح دینا۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا وہ واحد خاتون ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کی ولادت مبارک سے وصال مبارک تک کا زمانہ دیکھا اور جن کے متعلق رحمت دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو یہ پسند کرے کہ وہ کسی جنتی خاتون سے شادی کرے تو اسے چاہئے کہ وہ ام ایمن کو اپنی بیوی بنائے۔ جب آپ ﷺ کا دنیا میں ظہور ہوا تھا تو اس وقت ام ایمن نوخیز اور نوجوان تھیں اور آپ ﷺ کو والد مرحوم سے میراث کے طور پر حاصل ہوئی تھیں۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھیں۔ آپ ﷺ کا دیدار حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں آپ ﷺ کی بے پایاں محبت کے جذبات پیدا کر دیئے اور آپ ﷺ سے اس قدر فریفتگی ہو گئی کہ آپ ﷺ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن گئے اور آپ ﷺ کے پرنور روئے مبارک اور وجود باجود نے ان کو مایوسی اور نا امیدی کی دلدلوں سے نکال دیا اور وہ اپنی غلامی کی تکلیف کو بھول گئیں اور آپ ﷺ پر بصد دل و جان فریفتہ ہو گئیں۔ آپ ﷺ کا وجود مبارک ان کے لئے لازوال خوشیوں اور مسرتوں کا مرکز بن گیا اور آپ ﷺ کی محبت پا کر انہوں نے اپنی آزادی کا نعم البدل حاصل کر لیا۔ جب آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ آپ ﷺ کو ننھیال والوں سے ملاقات کرانے کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے گئیں تو یہ آیا بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو یہ کم سن بچہ (ﷺ) جو اپنے ماں اور باپ دونوں سے محروم ہو گیا تھا۔ اب صرف اپنی اس آیا کی پرورش میں رہ گیا اور اس آیا نے اپنی تمام محبت اور خدمت آپ ﷺ کے لئے وقف کر دی۔ چنانچہ ام ایمن رضی اللہ عنہا انہیں لے کر مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ ان کے جد امجد کے پاس پہنچیں۔ اس وقت یہی آیا آپ ﷺ کی والدہ کے مقام پر رہی اور بچپن سے لے کر جوانی تک آپ ﷺ کی خدمت اور خبر گیری کی اور اپنی زندگی آپ ﷺ کے لئے ہی وقف کر دی۔ جب آپ ﷺ جوان ہوئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کو اپنا شریک زندگی بنایا تو اس وقت آپ ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا۔ رحمت دو جہاں ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ان کے حق میں اکثر یہ الفاظ دہراتے تھے ''وہ ہمارے خاندان کی یادگار ہیں''۔

جب ام ایمن رضی اللہ عنہا نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو آپ روزے سے تھیں۔ گرمی کی وجہ سے ان کی حالت نازک ہوگئی۔ ڈاکٹر طٰہٰ حسین رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ''نقوش سیرت'' میں لکھتے ہیں کہ اچانک آسمان سے نہایت سفید رسی نازل ہوئی اور اس کے ساتھ پانی سے بھرا ڈول لٹکا ہوا تھا۔ وہ سمجھ گئیں کہ یہ شیریں پانی وہ آب حیات ہے جو وہ آگے چل کر اپنی جنت کے گھر میں نوش جاں کریں گی اور انہیں یہ یقین تھا کہ وہ اس پانی کو پی کر آئندہ کبھی پیاسی نہیں رہیں گی۔ نبی کریم ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ ''جو یہ پسند کرے کہ وہ کسی جنتی خاتون سے شادی کرے تو اسے چاہئے کہ وہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو اپنی بیوی بنائے''۔ ان کے فرزند ایمن رضی اللہ عنہ کو جنگ حنین میں شہادت کا مرتبہ ملا تو خدا تعالیٰ نے ایک نعم البدل اور سچا جانشین حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید کی صورت میں عطا فرمایا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید نبی کریم ﷺ کے بہت لاڈلے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے آخری ایام میں ان کو مسلمانوں کا سپہ سالار بنایا تھا۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابن الفرات کا حسن بن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ جھگڑا ہو گیا اور ابن الفرات نے اثنائے کلام میں یہ کہا کہ اے برکہ کے فرزند! (برکہ سے مراد ام ایمن تھی) تو حسن بن اسامہ نے ابن الفرات پر قاضی کی عدالت میں مقدمہ کر دیا۔ جب قاضی نے پورا واقعہ سنا تو ابن الفرات سے پوچھا کہ ابن برکہ کہنے سے تمہارا کیا منشا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے ام ایمن رضی اللہ عنہ کا صرف اصلی نام لیا تھا۔ قاضی نے فرمایا نہیں تمہارا مقصد توہین کرنا تھا۔ حالانکہ دور اسلام میں انہوں نے زبردست خدمات انجام دیں اور خود نبی کریم ﷺ بھی انہیں اماں اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کے نام سے پکارتے تھے۔ لہٰذا اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف نہیں کرے گا۔ یہ کہہ کر ابن الفرات کو ۷۰ کوڑوں کی سزا دی۔

☆ جان کائنات ﷺ کی تعلیم وتکریم میں سے یہ امر بھی ہے کہ آپ ﷺ آل اطہار ذریت طیبہ اور ازواج مطہرات کی تعلیم وتکریم اور ان کے حقوق کی رعائت کی جائے۔ اسی طرح حضور ﷺ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم وتوقیر کرنا محبوب کریم ﷺ کی تعظیم وتکریم ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو اختلافات ومشاجرات وقوع میں آئے ان کی تاویل نیک کرنی چاہئے وہ مجتہد تھے۔ جو کچھ انہوں نے کیا از روئے اجتہاد وخلوص کیا۔ وہ کسی طرح مورد طعن نہیں ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

☆ قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں کہ وہ تمام چیزیں جن کو محسن کائنات ﷺ سے نسبت ہے ان کی تعظیم وتکریم کرنا' حرمین شریفین میں آپ ﷺ کے مشاہد ومساکن کی تعظیم اور آپ ﷺ کے منازل اور وہ چیزیں جن کو آپ ﷺ کے دست مبارک یا کسی اور عضو نے چھوایا آپ ﷺ کے نام سے پکاری جاتی ہوں۔ ان سب کا اکرام کرنا محبوب کریم ﷺ ہی کی تعظیم وتکریم

میں داخل ہے۔

☆ جانِ رحمت ﷺ کی تعظیم میں ایک امر یہ ہے کہ آپ ﷺ کی حدیث کی تعظیم کی جائے۔ حدیث شریف کے پڑھنے یا سننے کے لئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا مستحب ہے' حدیث شریف پڑھتے وقت آواز دھیمی کردینی چاہئے۔ حدیث شریف اونچی جگہ پڑھی جائے۔ حدیث شریف پڑھتے وقت کسی کی تعظیم کے لئے اٹھنا مکروہ ہے۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ راہ چلتے یا کھڑے کھڑے حدیث نہ سناتے تھے اگر کوئی حدیث چنانے کے لئے کہتا تو ایسے شخص کو جھڑک دیتے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مالک رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی حدمت میں حاضر تھا۔ آپ ہم سے حدیثیں بیان کررہے تھی۔ اثنائے قرأت ایک بچھو نے سولہ مرتبہ ڈنگ مارا۔ آپ کا رنگ زرد ہو رہا تھا مگر آپ نے محبوب دو جہاں ﷺ کی حدیث کو قطع نہ کیا بلکہ بیان کرتے رہے۔ جب آپ فارغ ہوئے اور سامعین چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ میں نے آج آپ سے ایک عجیب بات دیکھی ہے۔ فرمایا ہاں میں نے راحت جاں ﷺ کی حدیث کی عظمت و احترام کے لئے صبر کیا (ہدایہ وشفاء شریف)۔

اتباع محبوب ﷺ میں جاں نثاروں کا جذبہ محبت واحترام

☆ جب رحمت دو جہاں ﷺ معاہدہ صلح حدیبیہ لکھوا کر فارغ ہو چکے تو فرمایا ''اٹھو! اوراپنے اپنے جانور قربان کرو''۔ واللہ کوئی بھی نہ اٹھا۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین بار دہرائی۔ آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہنے والے اور آپ ﷺ پر اپنا سب کچھ نثار کرنے والے فدائیوں میں سے کوئی بھی نہ اٹھا۔ آپ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا (جو اس سفر میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھیں) کے پاس تشریف لے گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس پیش آمدہ عمل کا ذکر کیا۔ ام المومنین رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یارسول اللہ (ﷺ)! اگر آپ ﷺ ایسا چاہتے ہیں تو پھر آپ ﷺ تشریف لے جائیے اور کسی سے کچھ کہے بغیر چپ چاپ اپنا جانور ذبح کر دیجئے اور اپنے حجام کو بلا کر سر مبارک منڈا لیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ جان رحمت ﷺ نے اپنا جانور ذبح کر دیا ہے اور حجام کو بلا کر سر مبارک منڈا لیا ہے تو آپ ﷺ کی اتباع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اٹھ کر اپنے اپنے جانور ذبح کر دیئے اور اس کے بعد باہم ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے۔ محبوب کریم ﷺ کے ارشاد عالی کی تعمیل میں صحابہ کرام رضے اللہ عنہم کے تامل کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر معاہدہ صلح حدیبیہ ایک امر عظیم گذرا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال تو فتح مکہ کا تھا اور عمرہ بجالانے کا۔ مگر اس معاہدہ کے بعد بے نیل ومرام واپس جانے سے انہیں سخت رنج و ملا تھا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی تدبیر سے یہ مشکل حل ہو گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بجز اتباع چارہ نہ رہا۔ اس واقعہ سی سمجھا جا سکتا ہے کہ قول اور فعل کے اثرات میں کتنا زیادہ فرق ہے۔

☆ غزوہ بدر کی فتح کے بعد رحمت دو جہاں ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قیدیوں کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فدیہ لینے کا جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی گردن مارنے کا مشورہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات پسند کی اور قیدیوں سے فدیہ لینا طے کر لیا۔ اگلے روز میں صبح صبح جان رحمت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ دونوں رو رہے تھے۔ میں نے کہا ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! مجھے بتائیں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی کیوں رو رہے ہیں؟ اگر مجھے بھی رونے کی وجہ ملے تو میں بھی روؤں گا اور اگر نہ مل سکی تو آپ ﷺ حضرات کے رونے کی وجہ سے میں روؤں گا''۔ جان رحمت ﷺ نے فرمایا ''فدیہ قبول کرنے کی وجہ سے تمہارے اصحاب رضی اللہ عنہم پر جو چیز پیش کی گئی ہے اس کی وجہ سے رو رہا ہوں''۔ آپ ﷺ نے ایک قریبی درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''مجھ پر ان کا عذاب اس درخت سے بھی زیادہ قریب پیش کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ''نہیں مناسب نبی کے لئے کہ ہوں اس کے پاس جنگی قیدی یہاں تک کہ غلبہ حاصل کر لے زمین میں۔ تم چاہتے ہو دنیا کا سامان اور اللہ چاہتا ہے تمہارے لئے آخرت اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب حکمت والا ہے (سورۃ انفال ۶۷، ۶۸)''۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نوشتہ سبقت نہ کر چکا ہوتا (کہ خطاء اجتہادی معاف ہے) تو ضرور پہنچتی تمہیں بوجہ اس کے جو یہ کچھ تم نے لیا ہے بڑی سزا''۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نوشتہ سبقت کر چکا تھا وہ یہ تھا (سورۃ محمد آیت ۴) ''پھر جب تمہارا آمنا سامنا (میدان جنگ میں) کفار سے ہو تو ان کی گردن اڑا دو یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر لو تو پھر کس کر باندھو رسیاں۔ بعد ازاں یا تو احسان کر کے ان کو رہا کر دو یا ان سے فدیہ لو۔ یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے۔ (اس آیت میں فدیہ لینے کی اجازت تو ہے لیکن شرط یہ ہے کہ پہلی دشمن کی طاقت اچھی طرح کچل دی جائے۔ جنگ بدر میں یہ شرط ملحوظ نہ رکھی گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطاء ہوئی جس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال کی آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سرزنش فرمائی۔ یہ سرزنش نبی کریم ﷺ پر نہیں بلکہ مسلمانوں پر ہے۔

آثار محبوب ﷺ کی تعظیم

☆ حضرت ابن سیرین تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس جان رحمت ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ یا اہل انس سے ملے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبیدہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رحمت دو جہاں ﷺ اپنے سر مبارک کے بال منڈواتے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے آپ ﷺ کے موئے مبارک لیتے (صحیح

بخاری)۔

☆ حضرت انس بن مالک رحمتہ اللہ علیہ کا بیان کہ میں نے رحمت دو جہاں ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ ﷺ کے سر مبارک کو مونڈ رہا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ سب یہ چاہتے تھے کہ حضور ﷺ کا جو بال مبارک گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو (صحیح مسلم)۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ راحت جاں ﷺ (مزولفہ سے) منیٰ میں آئے اور جمرہ عقبہ میں کنکریاں پھینک کر اپنے مکان پر تشریف لائے۔ پھر آپ ﷺ نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کے دہنی طرف کے بال منڈائے اور ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلا کر عطا فرمائے۔ بعد ازاں محبوب کریم ﷺ نے بائیں طرف کے بال منڈوا کر ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلا کر عنایت کئے اور ان سے فرمایا کہ یہ تمام بال لوگوں میں تقسیم کر دو۔

مرا از زلف تو موئے بسند است
فضولی مے کنم بوئے بسند است

☆ جب جان کائنات ﷺ وضو فرماتے تو وضو کے پانی کے لئے حاضرین میں لڑائی تک نوبت پہنچنے لگتی۔ لوگ آپ ﷺ کا پسینہ مبارک بطور خوشبو استعمال کرتے وہ پیالے جس میں آپ ﷺ کسی کے ہاں پانی یا دودھ نوش فرماتے بطور تبرک رکھتے اور اس میں پانی پیتے اور پلاتے۔ آپ ﷺ کی چادر مبارک جو آپ ﷺ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن زبیر کو قصیدہ بانت سعاد پڑھنے پر عطا کی تھی۔ خلفاء کے پاس بطور تبرک رہی جسے وہ عیدین کے موقع پر زیب تن کرتے تھے۔

☆ محسن کائنات ﷺ کے دست مبارک میں عصا تھا وہ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو (جنہیں خالد بن سفیان بن بج ہذلی کو قتل کرنے پر آپ ﷺ نے مامور کیا تھا اور وہ تعمیل حکم کے بعد واپس آ کر سارا قصہ بیان کر رہے تھے) عطا فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا بہشت میں اس پر ٹیک لگانا۔ حضرت عبداللہ نے مرتے وقت وصیت کی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کر دینا۔ چنانچہ ایسے ہی کیا گیا۔

☆ شاہ خوباں ﷺ کے ادنیٰ جبہ کسروانی کی جیب اور دونوں چاکوں پر دیبا کی سنجاف تھی۔ یہ جنبہ پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ ان کے بعد حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے لے لیا وہ فرماتی ہیں کہ ہم اسے دھو کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن حازم کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا جسے وہ جمعہ اور عیدین میں پہنا کرتے تھے۔ لڑائی میں جب فتح پاتے تو بطور تبرک اس عمامہ کو پہنتے اور فرماتے کہ یہ عمامہ مجھے محبوب کریم ﷺ نے پہنایا تھا (اصابہ)۔

☆ حضرت عیسیٰ بن طہمان کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک نے ہمیں وہ پرانے نعلین مبارک نکال کر دکھائے جن میں سے ہر ایک میں بندش کے دو دو تسمے تھے۔ اس کے بعد حضرت ثابت بنانی نے بروائیت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ یہ رحمت دو جہاں ﷺ کے نعلین شریفین ہیں (مزید تفصیل ہماری کتاب ''آداب محبت'' میں ملاحظہ فرمائیں)۔

حریص علیکم بالمومنین رئوف الرحیم

☆ ۱۹ جنوری ۱۹۹۱ء کے نوائے وقت میگزین میں جناب تاج محمد صاحب نے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ پاکستان بننے سے قبل میں ضلع گوجرانوالہ کے ایک تھانہ ''بڑے گاؤں'' میں بطور تھانہ محرر تعینات تھا۔ گاؤں میں ایک جامع مسجد تھی۔ اس زمانہ میں مسجد کے امام کا بہت احترام کیا جاتا تھا۔ بلکہ ہر مسلم اور غیر مسلم بزرگ محترم سمجھا جاتا تھا۔ مسجد سے ملحق مکان ایک ترکھان محمد دین نامی کا تھا۔ آدمی شریف تھا لیکن مسجد میں کبھی بھی نماز پڑھنے نہیں آتا تھا۔ مولوی صاحب محمد دین سے بہت خفا رہتے تھے۔ جب کبھی بھی مولوی صاحب اور محمد دین کا آمنا سامنا ہوجاتا مولوی صاحب قدرے خفگی اور ملامتی انداز میں محمد دین کو مسجد میں نہ آنے پر سرزنش کرتے۔ محمد دین ہمیشہ ہی کھسیانہ ہوکر یہ کہہ کر گزر جاتا کہ مولوی صاحب کل ضرور آؤں گا۔ ایک دن جمعہ کی نماز میں مولوی صاحب نے غصہ اور جوش میں آکر نمازیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمادیا کہ بھائیو! محمد دین ترکھان مسجد کا ہمسایہ ہوتے ہوئے بھی کبھی نماز پڑھنے مسجد میں نہیں آتا۔ کل کلاں اگر یہ فوت ہوگیا تو اس کی نماز جنازہ کوئی نہ پڑھے۔ یہ بات گاؤں والوں نے اپنے پلے باندھ لی۔ وقت گزرتا گیا۔ کچھ عرصہ بعد محمد دین قضائے الٰہی سے وفات پا گیا۔ محمد دین کے گھر والے اور ترکھان برادری کے چند لوگ اکٹھے ہوئے اور آپس میں صلاح مشورہ کرنے لگے کہ مولوی صاحب نے اور گاؤں والوں نے تو نماز جنازہ میں شریک نہیں ہونا لہذا کسی دوسرے قریبی گاؤں سے مولوی صاحب کا بندوبست کیا جائے۔ ابھی وہ لوگ آپس میں مشورہ ہی کررہے تھے کہ مسجد سے نوبت بجنے کی آواز سنائی دی۔ ان دنوں لاؤڈ سپیکر نہیں ہوتے تھے اعلان کے لئے نوبت بجائی جاتی تھی یا ڈھول بجا کر اعلان کیا جاتا تھا۔ لوگ نوبت کی آواز سن کر مسجد کی طرف گئے اور مولوی صاحب سے اعلان سننے کے لئے اکٹھے ہوگئے۔ مولوی صاحب نے اعلان کیا کہ گاؤں والو! ہمارا ایک نیک ہمسایہ محمد دین ترکھان فوت ہوگیا ہے اس کی نماز جنازہ میں ضرور شریک ہونا ہے۔ اس غیر متوقع اعلان پر تمام لوگ بہت حیران ہوئے کیونکہ کچھ عرصہ پیشتر مولوی صاحب نے خود ہی گاؤں والوں کو منع کردیا تھا کہ اگر محمد دین فوت ہوجائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ کچھ عمر رسید بزرگوں نے مولوی صاحب سے ان کے فیصلہ میں تبدیلی کی وجہ پوچھی تو مولوی صاحب نے حلفاً بیان فرمایا کہ بھائیو اور بزرگو! میں مسجد کے حجرہ میں لیٹا ہوا تھا کہ میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ رحمت دو جہاں ﷺ محمد دین تو کبھی بھی مسجد میں

نماز پڑھنے نہیں آیا۔ اس پر راحت جاں ﷺ نے فرمایا کہ کچھ عرصہ قبل ایک دن سخت آندھی اور بارش آئی تھی اور محمد دین اپنے گھر کی چھت کے مگوں (گاؤں میں چھتوں پر بڑے بڑے سراخ رکھے ہوتے تھے جو ہوا اور روشنی کا کام دیتے تھے۔ جب کبھی آندھی یا بارش آتی تو لوگ انہیں مٹی کے کونڈوں یا کنالیوں سے ڈھانپ دیا کرتے تھے) کو ڈھانپنے لگا تو اسے مسجد کے مگوں کا بھی خیال آ گیا اور اس نے فوری طور پر سب سے پہلے مسجد کے مگوں کو ڈھانپ دیا تا کہ بارش سے مسجد کی صفیں اور مصلے نہ بھیگ جائیں۔ محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ غفور الرحیم کو محمد دین کی یہ معمولی نیکی بہت پسند آئی اور اللہ پاک نے محمد دین کے سب گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا بھائیو! یہی وجہ ہے کہ میں نے فوری طور پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی ہے اور محبوب کریم ﷺ کے حکم کی فوری تعمیل کرتےہوئے اعلان کر دیا ہے۔ سچ ہے انسان کی کوئی معمولی سے معمولی نیکی بھی رائیگاں نہیں جاتی۔

☆ قدرت اللہ شہاب لکھتے ہیں ''ایک روز ایک سکول کا استاد رحمت الٰہی آیا وہ ملازمت سے ریٹائرڈ ہونے والا تھا۔ اس کی تین جوان بیٹیاں تھیں۔ اپنا گھر بھی نہیں تھا۔ اسے فکر لگی ہوئی تھی کہ وہ ریٹائرمنٹ کے بعد کہاں سر چھپائے گا۔ لڑکیوں کی شادی کا کیسے انتظام ہوگا۔ کیونکہ پنشن بہت معمولی ہوگی۔ اس نے بتایا کہ پریشانی کے عالم میں وہ کئی ماہ سے نماز تہجد کے بعد رو رو کر اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتا رہا اور چند روز قبل اسے خواب میں جناب رحمت دوجہاں ﷺ کی زیارت ہوئی۔ جان کائنات ﷺ نے فرمایا کہ تم جھنگ جا کر ڈپٹی کمشنر قدرت اللہ شہاب کو اپنی مشکل بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں گے۔

شہاب صاحب لکھتے ہیں کہ پہلے تو مجھے شک ہوا کہ یہ شخص شاید مجھے جذباتی طور پر بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ میرے چہرے پر شک اور تذبذب کے آثار دیکھ کر رحمت الٰہی آبدیدہ ہوگیا اور بولا۔ جناب میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ اگر جھوٹ بولتا تو اللہ کے نام پر بولتا۔ رحمت دوجہاں ﷺ کے نام پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہوں۔ اس کی اس منطق پر میں نے حیرانی کا اظہار کیا تو اس نے فوراً کہا آپ نے سنا نہیں کہ ''با خدا دیوانہ باش و با مصطفیٰ ہوشیار'' یہ سن کر شہاب جب لکھتے ہیں کہ میرا شک پوری طرح رفع تو نہ ہوا لیکن سوچا کہ اگر یہ شخص غلط بیانی سے بھی کام لے رہا ہے تو ایسی عظیم ہستی کے اسم مبارک کا سہارا لے رہا ہے جس کی لاج رکھنا ہم سب کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے خفیہ طور پر اس کے ذاتی حالات کی تحقیق کروائی تو تصدیق ہوئی کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ چنانچہ میں نے آٹھ مربع زمین جسے جلد از جلد کاشت میں لایا جا سکے رحمت الٰہی کے نام الاٹ کر دی۔ تقریباً ۱۰ سال بعد جب میں صدر جنرل ایوب کے ساتھ کراچی میں کام کر رہا تھا تو ایوان صدر میں میرے نام ایک خط آیا جو کہ ماسٹر رحمت الٰہی کی جانب سے تھا۔ لکھا تھا کہ زمین پر محنت کر کے تینوں بیٹیوں کی شادی کر دی ہے۔ اپنی بیوی کے ساتھ حج کا فریضہ بھی ادا کر لیا ہے۔ اپنے

گزارے اور رہائش کے لئے تھوڑی سی زمین خریدنے کے علاوہ ایک کچا کوٹھا بھی تعمیر کرلیا ہے۔اب اسے ان آٹھ مربعوں کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ چنانچہ اس الاٹمنٹ کے مکمل کاغذات اس خط کے ساتھ واپس بھیج رہا ہوں۔

شہاب صاحب کہتے ہیں کہ میں یہ خط پڑھ کر سکتہ میں آ گیا اور اس طرح گم سم بیٹھا تھا کہ صدر جنرل ایوب میرے کمرے میں آ گئے۔ کس سوچ میں گم ہو؟ انہوں نے پوچھا۔ میں نے انہیں رحمت الٰہی کا پورا واقعہ سنا دیا۔ وہ بھی بہت حیران ہوئے۔ سچ تو یہ ہے کہ رحمت الٰہی جیسے ہی تو لوگ ہیں جن کو محبوب کریم ﷺ کی زیارت ہوتی ہے۔

☆ ایک دوسری جگہ قدرت اللہ شہاب لکھتے ہیں کہ ایک بار میں کسی دور دراز علاقے میں گیا ہوا تھا۔ وہاں پر ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک بہت پرانی مسجد تھی میں جمعہ کی نماز پڑھنے اس مسجد میں گیا تو ایک نیم خواندہ سے مولوی صاحب نے اردو میں خطبہ دیا اور ایک داستان کچھ ایسے انداز سے سنائی کہ تھوڑی سی رقت طاری کر کے وہ سیدھی میرے دل میں اتر گئی۔ یہ قصہ ایک باپ اور بیٹی کی باہمی محبت و احترام کا تھا۔ باپ حضرت محمد ﷺ تھے اور بیٹے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ مولوی صاحب بتا رہے تھے۔ بڑے بڑے برگزیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر منت کرتے تھے کہ وہ ان کی درخواست جان رحمت ﷺ کی خدمت میں لے جائیں اور اسے منظور کروائیں۔ محبوب کریم ﷺ کے دل مبارک میں بیٹی کا اتنا پیار و احترام تھا کہ اکثر اوقات جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایسی کوئی درخواست یا فرمائش لے کر حاضر خدمت ہوتی تھیں تو جان رحمت ﷺ خوش دلی سے اسے منظور فرما لیتے تھے۔ اس کہانی کو قبول کرنے کے لئے میرا دل بے اختیار آمادہ ہو گیا۔

جمعہ کی نماز کے بعد میں اس مسجد میں بیٹھ کر نوافل پڑھتا رہا۔ کچھ نفل میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایصال ثواب کی نیت سے پڑھے پھر میں نے پوری یکسوئی سے گڑگڑا کر یہ دعا مانگی "یا اللہ میں نہیں جانتا کہ یہ داستان صحیح ہے یا غلط لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ تیرے آخری رسول ﷺ کے دل میں اپنی بیٹی خاتون جنت کے لئے اس سے بھی زیادہ محبت اور عزت کا جذبہ موجزن ہو گا۔ اس لئے میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روح طیبہ کو اجازت مرحمت فرمائیں کہ وہ میری ایک درخواست اپنے والد گرامی ﷺ کے حضور میں پیش کر کے منظور کروالیں۔ درخواست یہ ہے میں اللہ تعالیٰ کی راہ کا متلاشی ہوں۔ سیدھے سادھے مروجہ راستوں پر چلنے کی سکت نہیں رکھتا۔ اگر سلسلہ (اویسیہ) واقعی افسانہ نہیں بلکہ حقیقت ہے تو اللہ کی اجازت سے مجھے اس سلسلہ سے استفادہ کرنے کی ترکیب اور توفیق عطا فرمائی جائے"۔

اس بات کا میں نے اپنے گھر میں یا باہر کسی سے ذکر تک نہ کیا۔ چھ سات ہفتے گزر گئے اور میں اس

واقعہ کو بھول گیا۔ پھر اچانک سات سمندر پار کی میری ایک جرمن بھابھی کا ایک عجیب خط موصول ہوا وہ مشرف با اسلام ہو چکی تھیں اور نہایت اعلیٰ درجہ کی پابند صوم وصلوٰۃ خاتون تھیں انہوں نے لکھا۔ ''اگلی رات میں نے خوش قسمتی سے حضرت فاطمہ بنت رسول ﷺ کو خواب میں دیکھا انہوں نے میرے ساتھ تواضع اور شفقت سے باتیں کیں اور فرمایا کہ اپنے دیور قدرت اللہ شہاب کو بتا دو کہ میں نے اس کی درخواست اپنے برگزیدہ والد گرامی کی خدمت میں پیش کر دی تھی۔ انہوں نے از راہ نوازش اسے منظور فرمالیا ہے''۔ اس واقعہ سے ثابت ہو گیا کہ محبوب کریم ﷺ دور و نزدیک ہر جگہ سے پکارنے والے کی پکار سنتے ہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

☆ جس روز آندھی یا آسمان پر بادل ہوتا۔ رحمت دو جہاں ﷺ کے چہرہ مبارک میں غم وفکر کے آثار نمایاں ہوتے۔ آپ ﷺ بے چین سے رہتے' جب بارش ہو جاتی تو محبوب کریم ﷺ خوش ہوتے' پریشانی کی حالت ختم ہو جاتی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے محبوب کریم ﷺ سے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا ''میں ڈرتا ہوں مبادا (قوم عاد کی طرح) یہ عذاب ہو جو میری امت پر مسلط کیا گیا ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ راحت جاں ﷺ نے یوں دعا مانگی ''خدایا جو شخص میری امت کے کسی کام کا والی ومتصرف بنایا جائے پس وہ ان کو مشقت میں ڈالے تو اس والی کو مشقت میں ڈال اور جو شخص میری امت کے کسی کام کا والی بنایا جائے پس وہ ان سے نرمی اختیار کرے تو اس والی کے ساتھ نرمی اختیار کر''۔

☆ رحمت کائنات ﷺ نے تین رات نماز تراویح اپنے اصحاب کرام کو پڑھائی۔ چوتھی رات راحت جاں ﷺ تشریف نہ لائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بکثرت مسجد میں جمع تھے اور انتظار کرتے رہے۔ صبح کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے یوں خطاب فرمایا ''امابعد! تمہارا مسجد میں جمع ہونا مجھ پر پوشیدہ نہ تھا لیکن میں ڈر گیا کہیں تم پر یہ نماز فرض ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز آ جاؤ''۔

☆ نماز تراویح کی طرح ہر نماز کے لئے مسواک کا ترک کرنا' تاخیر عشاء کا ترک کرنا اور صوم وصال سے منع فرمانا اسی قبیل سے ہیں کہ کہیں امت پر فرض نہ ہو جائیں۔

☆ سیدنا ابی ہند رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف کے لئے ملک شام سے قندیلیں' تیل اور قندیلیں لٹکانے کے لئے زنجیر لائے تھے۔ پھر انہیں مسجد میں آویزاں کرایا اور یہ شب جمعہ کو روشن کی گئیں جب رحمت کائنات ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو دیکھا کہ مسجد روشنی سے بقعہ نور بنی ہوئی ہے تو ارشاد فرمایا یہ کس کا کارنامہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ انتظام تمیم الداری رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔ آپ ﷺ کی زبان حق ترجمان سے گہر فشانی ہوئی۔ ''تم نے مسجد اسلام کو منور کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہارا دنیا اور آخرت دونوں

جہاں منور فرمائے۔ افسوس! اگر میری کوئی بیٹی باقی ہوتی تو اس خوشی میں تمہارے ساتھ اس کا نکاح کر دیتا"۔ یہ سن کر حضرت نوفل بن الحارث رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے ہاں بیٹی ہے جس کا نام مغیر ہے اگر آپ ﷺ اس کا نکاح تمیم الداری کے ساتھ کر دیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مغیر سے ان کا نکاح کر دیا۔ رحمت دو جہاں ﷺ کی حضرت نوفل بن الحارث اور حضرت تمیم الداری پر یہ کمال شفقت کریمانہ تھی۔ مزید تفصیل ہماری کتاب "حریص علیکم بالمومنین رؤف الرحیم" میں ملاحظہ فرمائیں۔

میرا محبوب ﷺ غیروں کی نظر میں

قارئین محترم! مشرق اور مغرب کے بڑے بڑے محقق اصحاب فراست ولیاقت نے اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ محسن کائنات ﷺ کا درجہ اور مرتبہ دنیا کے تمام بڑے بڑے لوگوں میں سب سے اونچا اور بلند ہے۔ ان مفکرین نے اپنی اپنی تحریروں میں سرور کائنات ﷺ کے متعلق جو اعتراف حقیقت کیا ہے وہ انہیں کے الفاظ میں پیش خدم ہے۔ بے شک بزرگی اور فضیلت وہی ہے جس کی دشمن بھی گواہی دے۔

☆ عدی بن حاتم قبیلہ طے کے رئیس اور مشہور حاتم طائی کے فرزند تھے اور مذہباً عیسائی تھے۔ جان رحمت ﷺ کے دربار میں آتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عقیدت مندیوں اور جہاد کا ساز وسامان دیکھ کر ان کو اس فیصلہ میں دقت ہوتی ہے کہ محمد ﷺ بادشاہ ہیں یا پیغمبر؟ دفعتہً مدینہ شریف کی ایک لونڈی آ کھڑے ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ شاہ خوباں سے کچھ عرض کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ دیکھو مدینہ منورہ کی جس گلی میں کہو میں تمہاری بات سن سکتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ کھڑے ہوتے ہیں اور اس کی حاجب براری کے دیتے ہیں۔ اس ظاہری جاہ وجلال کے پردے میں یہ عجز یہ خاکساری یہ تواضع دیکھ کر عدی کی آنکھوں کے سامنے سے پردہ ہٹ جاتا ہے اور وہ دل میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ یہ یقیناً پیغمبرانہ شان ہے۔ فوراً آگے بڑھے گلے ملے اور صلیب اتار دیتے ہیں اور رحمت کائنات ﷺ کا حلقہ غلامی اپنی گردن میں ڈال لیتے ہیں۔

☆ ڈاکٹر مشیلے لکھتے ہیں کہ محمد (ﷺ) گزشتہ اور موجودہ لوگوں میں سب سے اکمل اور افضل تھے اور آئندہ ان جیسا پیدا ہونا محال اور قطعاً غیر ممکن ہے۔

☆ واشنگٹن اروِنگ کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام بڑی دلاویز شخصیت کے مالک تھے۔ آپ ﷺ کے تبسم میں ایک ایسی حلاوت اور ایسی لطافت تھی جو دل کو موہ لیتی تھی۔ آپ ﷺ تمام عربوں سے زیادہ خوش شکل اور خوب صورت تھے اور معاملات میں ہمیشہ آپ ﷺ سچے اور انصاف پسند تھے۔

☆ مشہور مستشرق ڈاکٹر گستاؤ لیبان کہتا ہے کہ اس پیغمبر اسلام اور اسی نبی امی ﷺ کی بھی ایک حیرت انگیز سرگزشت ہے جس کی آواز نے ایک ایسی قوم ناہنجار کو جو اس وقت تک کسی ملک گیر کی محکوم نہیں ہوتی تھی اسے رام کیا اور اس درجہ تک پہنچا دیا کہ اس نے دنیا کی عظیم الشان سلطنتوں کو زیر وزبر کر

ڈالا اور آج بھی وہی نبی امی ﷺ اپنی قبر (مبارک) کے اندر سے لاکھوں بندگان اللہ تعالیٰ کو کلمہ اسلام قائم کئے ہوئے ہیں۔

☆ ایک عیسائی گاڈفرے ہکس عیسائیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ یاد رکھیں کہ راحت جاں ﷺ کے پیغام نے وہ نشہ اس کے پیروؤں میں پیدا کر دیا تھا جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی دور کے پیروؤں میں تلاش کرنا بے سود ہے اور عیسائی نہیں بلکہ دنیا کو چاہئے کہ یاد رکھیں کہ اس نشہ کی نظیر نہ اس کے پہلے دیکھی گئی تھی اور نہ ہی اس کے بعد دیکھی جاسکتی ہے۔

☆ شریمتی کملا دیوی اپنی کتاب ''بولوشری محمد (ﷺ) کی جے'' میں رقمطراز ہے کہ اے عرب کی مہا پرش (عظیم انسان) آپ مہاسندر' موہن جن کی سکشا سے مورتی پوجا ہٹ گئی اور ایشور بھگتی (خدا پرستی) کا دھیان پیدا ہوا۔ یہ آپ ہی کی کرپا تھی کہ عرب دیش کے ظالم اور ڈاکو اعلیٰ درجے کے مہنت اور سادھو بن گئے۔ اے مہاسندر رشی (بہت ہی خوب صورت نبی) میں اس لئے آپ کے نام کی مالا جپتی ہوں کہ آپ نے عورت کی مٹی ہوئی عزت کو بچالیا اور اس کے حقوق تسلیم کئے۔

☆ اندرا کالج بمبئی کے ایک پروفیسر شانتا رام لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ مشاہیر کی سوانح حیات پڑھنے میں صرف کیا ہے اور میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ ایک عظیم انسان ہیں اور ان کے مقابلے کا انسان روئے زمین پر نظر نہیں آتا۔

☆ مہاتما گاندھی نے لکھا ہے کہ آپ (ﷺ) روحانی پیشوا تھے مگر ان کی تعلیمات کو سب سے بہتر میں سمجھتا ہوں۔ کسی روحانی پیشوا نے اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کا پیغام ایسا جامع اور مانع نہیں سنایا جیسا کہ پیغمبر اسلام (ﷺ) نے۔

☆ مہارانی آرٹس کالج میسور (بھارت) میں صدر فلسفہ ریڈر پروفیسر راما کرشنا راؤ اپنی کتاب محمد (ﷺ) کے باب اول میں لکھتے ہیں کہ تمام فرزندان عرب میں محمد (ﷺ) میرے لئے ایک عظیم مفکر ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ (ﷺ) سے پہلے اور بعد میں پیدا ہونے والے تمام شعرا (مفکر) اور بادشاہوں میں آپ ﷺ ہی سب سے زیادہ عظیم ہیں۔ آگے لکھتے ہیں کہ محمد (ﷺ) کی شخصیت کی مکمل صداقت بیان کرنا انتہائی مشکل ہے۔ میں صرف اس کی ایک جھلک بیان کرسکتا ہوں۔ یعنی کہ محمد (ﷺ) ایک پیغمبر' ایک جنرل' ایک سپہ سالار' ایک سپاہی' ایک تاجر' ایک مبلغ' ایک فلسفی' ایک سیاست دان' ایک مصلح' یتیموں کے سرپرست' غلاموں کے محافظ' عورت کے نجات دہندہ' ایک جج اور روحانی پیشوا اور ان تمام اعلیٰ کردار اور ان تمام انسانی سرگرمیوں میں آپ (ﷺ) ہیرو (Hero) کی مانند ہیں۔

☆ مشہور عیسائی مورخ ایورنڈ یا سورتھ سمتھ لکھتے ہیں کہ مذہب اور حکومت کے رہنما اور گورنر کی حیثیت سے پوپ اور قیصر کی دو شخصیتیں آپ ﷺ کے ایک وجود میں جمع تھیں۔ آپ ﷺ پوپ تھے مگر

پوپ کی ظاہرداریوں سے پاک۔ آپ ﷺ قیصر تھے مگر قیصر کے جاہ وحشم سے بے نیاز' اگر دنیا میں کسی شخص کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ اس نے باقاعدہ فوج کے بغیر شاہی محل کے بغیر اور لگان کی وصولی کے بغیر صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر دنیا میں امن و استحکام قائم کیا تو وہ صرف حضرت محمد (ﷺ) ہیں۔ آپ ﷺ کو اس سازوسامان کے بغیر ہی سب کی سب طاقتیں حاصل تھیں۔ (بہت خوب کہا)۔

- ☆ ڈاکٹرری رائٹ اسلامک ریویوانیڈ انڈیا میں لکھتے ہیں کہ محمد (ﷺ) اپنی ذات اور قوم کے لئے نہیں بلکہ دنیائے ارضی کے لئے ابر رحمت ہیں۔ تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں ہے جس نے احکام خداوندی کو اس مستحسن طریقے سے انجام دیا ہو۔
- ☆ موجودہ انسانی مصائب سے نجات ملنے کی واحد صورت یہی ہے کہ محمد (ﷺ) اس دنیا کے رہنما بن جائیں (جارج برناڈ شاہ)۔
- ☆ تمام پیغمبروں اور مذہبی شخصیات میں محمد ﷺ سب سے زیادہ کامیاب ہیں (انسائیکلو پیڈیا' برٹنکا)۔
- ☆ اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام منصفوں اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں جس کی سوانح حیات محمد ﷺ کی سوانح حیات سے زیادہ مفصل اور سچی ہو (ڈیون بوٹ)۔
- ☆ پیغمبر اسلام نے توحید کی ایسی تعلیم دی جس سے ہر قسم کے باطل عقائد کی قوتیں مل گئیں (موتی لال ماتھر)۔
- ☆ مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کرنے میں ذرہ بھر تامل نہیں (مہاتما گاندھی)۔
- ☆ آپ ﷺ کی خوش اخلاقی' فیاضی اور رحمدلی محدود نہ تھی (ڈاکٹر جی ویل)۔
- ☆ وقت دور نہیں جبکہ قرآن اپنی مسلمہ صداقتوں اور روحانی کرشموں سے سب کچھ اپنے اندر جذب کر لے گا۔ وہ دن بھی دور نہیں جبکہ اسلام ہندو مذہب پر غالب آجائے گا اور ہندوستان میں ایک ہی مذہب ہوگا (رابندرناتھ ٹیگور)۔
- ☆ یہ تو ضرور ماننا پڑے گا کہ قرآن جیسا محمد (ﷺ) نے بیان کیا ہے وہی کا وہی ہے اس میں توریت و انجیل کی طرح تحریف نہیں ہوئی (سرولیم میور)۔
- ☆ اس میں شک نہیں کہ حضرت محمد (ﷺ) بنی نوع انسان کے بھلے کے لئے جئے۔ (پنڈت دھرم شاتری دیو)۔
- ☆ محمد (ﷺ) کے سوانح نگاروں کا ایک ایسا طویل سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے۔ لیکن اس میں جگہ پانا قابل عزت ہے (پروفیسر مارگیولیس)۔
- ☆ مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ میرے دل میں پیغمبر اسلام (ﷺ) کے لئے نہایت عزت ہے اور میری رائے میں بانیان دین ورہبران بنی نوع انسان میں ان کا درجہ بہت بلند ہے (لالہ لاجپت

رائے)۔

☆ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ بڑے پکے اور سچے راست باز ریفارمر تھے (ڈاکٹر فریمن' معجزات اسلام)۔

☆ کوئی شخص آپ ﷺ کی خلوص نیت سادگی اور رحم و کرم کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا (کرنل سائنس)۔

☆ جب کوئی مجھے یہ کہتا ہے کہ محمد ﷺ نے تلوار کے زور سے اپنا مذہب پھیلایا تھا تو مجھے اس شخص کی کم فہمی پر ہنسی آتی ہے (ماسٹر تارا سنگھ)۔

☆ گیتا میں جیسا کہا گیا ہے جب خرابیاں حد سے تجاوز کر جاتی ہیں تو ان کے دور کرنے کے لئے سوھارکوں کا جنم ہوا کرتا ہے۔ اسی اصول کے ماتحت حضرت محمد ﷺ کا جنم عرب میں ہوا (مہاتما نارائن' سوامی پردھانند)۔

☆ ''میں شان رسالت ﷺ کو جس آنکھ سے دیکھتا ہوں' ظاہری مسلمان نہیں دیکھ سکتے' نہ میں ظاہری مسلمانوں کو مسلمان سمجھتا ہوں' جن کو میں مسلمان جانتا ہوں ان کی کفش برادری میرا فخر ہے۔ میں مسلمان ہوں ان مسلمانوں میں اور ہندو ہوں ان ہندوؤں میں جن کے دل میں خدا کی محبت ہے۔ میں اس وحدہ لاشریک کو ایک جانتا ہوں' ایک مانتا ہوں' شرک سے نفرت کرتا ہوں' کفر پر لعنت بھیجتا ہوں'' (سوامی رام تیرتھ)۔

☆ حقیقت بہرحال حقیقت ہے کہ اگر بغض وعناد کی پٹی آنکھوں پر سے اتار دی جائے تو پیغمبر اسلام کا نورانی چہرہ ان تمام داغ ودھبوں سے پاک وصاف نظر آئے گا جو بتلائے جاتے ہیں۔ سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام کو تمام کائنات کے لئے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اس کائنات میں عالم انسان' عالم حیوان' عالم نباتات و جمادات شامل ہیں (سوامی راج تراہن' بے اے)۔

☆ مستشرق ہرش فیلڈ نے اپنی کتاب New Researches میں لکھا ہے۔ ''دنیا کی کسی قوم نے اتنی جلدی تہذیب حاصل نہیں کہ جیسے کہ عربوں نے واقعی اسلام کی بدولت حاصل کی''۔ اس تہذیب کے پیچھے آنحضرت (ﷺ) کی وہ ہدایت بخشی کارفرما تھی جس نے ان گنت انسانوں کو عارف کامل بنا دیا اور ایک شاندار کلچر کی بنیاد رکھی۔ یہ اعزاز دنیا میں صرف ایک ہی انسان کامل کو عطا ہوا جس پر سلسلہ کمالات انسانیہ بھی تمام ہوا اور سلسلہ نبوت ورسالت بھی اور دائرۃ استعدادات بشریہ بھی اسی بے مثال ہستی پر اپنے کمال کو پہنچا۔

☆ بارسورتھ اسمتھ ایک مستشرق ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ قول کہ ''کوئی شخص اپنے گھر کا ہیرو نہیں ہوسکتا''۔ کم از کم یہ اصول پیغمبر اسلام ﷺ کے متعلق صحیح نہیں۔

☆ کین مشہور مؤرخ ہے۔لکھتا ہے کہ ''تمام پیغمبروں میں سے کسی نے اپنے پیروؤں کا اس قدر سخت امتحان نہیں لیا جس قدر محمد (ﷺ) نے۔انہوں نے دفعتاً اپنے آپ کو سب سے پہلے ان لوگوں کے سامنے بحیثیت پیغمبر کے پیش کیا جو ان کو بحیثیت انسان کے بہت اچھی طرح جانتے تھے۔اپنی بیوی اپنے غلام' اپنے بھائی اپنے سب سے واقف کار دوست کے سامنے' سب سے بلا پس و پیش آپ (ﷺ) کے دعویٰ کی صداقت کو تسلیم کر لیا۔(مزید تفصیل ہماری کتاب ''میرا محبوب ﷺ غیروں کی نظر میں'' میں ملاحظہ فرمائیں)۔

اللہ قادر و کریم ہمیں پیغمبر اسلام' محبوب دو جہاں ﷺ کی عظیم اور بلند و بالا شان کو سمجھنے اور صاحبہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے آداب محبت سکھائے اور ان جیسی محبت کاملہ سے سرفراز فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ و یٰسین ﷺ

امیدوار شفاعت محبوب کریم ﷺ

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

امان اللہ نقشبندی

فیضان پیر سیال لجپال

یہاں پر ہر قسم کی بیماری، ہر کام، مردوں عورتوں کے پوشیدہ امراض، آسیب جادو ٹونہ، اولاد کا نہ ہونا، شادی میں رکاوٹ، کاروباری بندش ہر کام قرآنی عملیات و تعویذات و اسلامی طبی اصولوں کے عین مطابق کیا جاتا ہے

مرکزی جامع مسجد گلزار مدینہ جی ٹی ایس اڈ
فیصل آباد

اوقات ملاقات

عصر تا عشاء فون پر وقت لے کر تشریف لائیں

03006661755

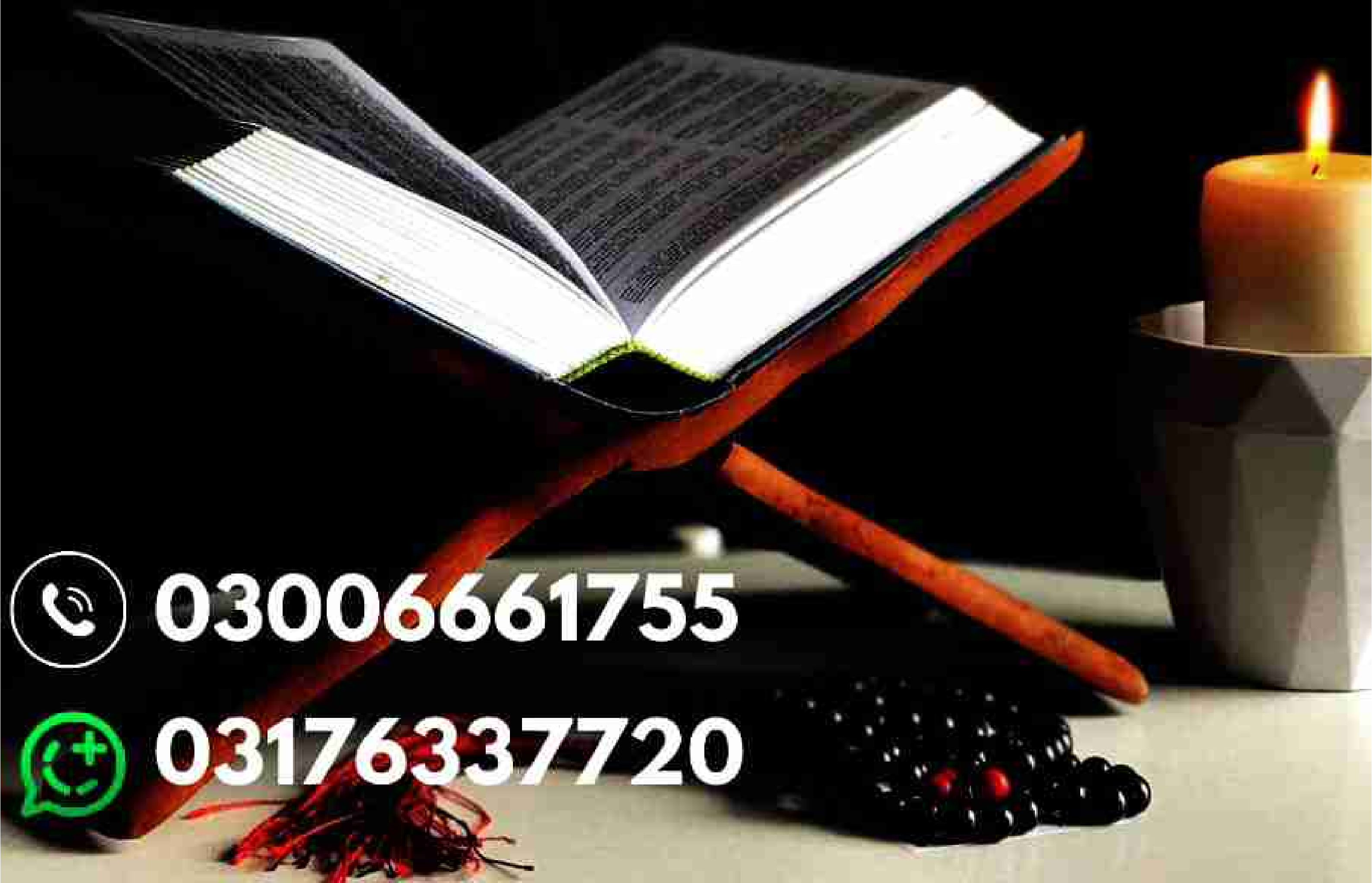
03176337720

فیضان پیر سیال لجپال

جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و الحدیث

آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث پاک

آسان عام فہم خواہش مند طالبات کے لیے سنہری موقع




فیضان پیر سیال لجپال
جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و الحدیث
آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث پاک
آسان عام فہم خواہش مند طلباء کے لیے سنہری موقع
03006661755

انگلیاں میری ہیں اور ان میں قلم ہے تیرا   ہاتھ میرا ہے مگر اس پر کرم ہے تیرا

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ‘ عارفانہ‘ عاشقانہ چند تحریریں

معجزات محبوب ﷺ	اسلاف کا جذبہ ایثار	وسیلتنا فی الدارین
عشق کی باتیں	اسلاف کا اخلاق	وبالوالدین احسنا
عشق است امام من	اسلاف کا شوق علم	بخشش کے بہانے
حقیقت انساں	شمس الضحیٰ	عاشقانہ تقریریں
دیوان عشق	صاحب الجود والکرم	عشق خیر الوریٰ ﷺ
راحت جاں ﷺ	اسلام میں دل جوئی کا مقام	پیام محبت
پیکر حسن و جمال	اسلام میں دل شکنی جائز نہیں	وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے
پیکر جمال و کمال	کیا حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ سے مانگنا جائز ہے؟	اہل دل
نور الہدیٰ	جب بھی مانگو حضور ﷺ کے وسیلہ سے مانگو	آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
عجب چیز ہے لذت آشنائی	وسیلہ محبوب ﷺ	تجھے اہل ایماں سلام کہتے ہیں

ادارہ نجم الہدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ
پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد